نوحۂ پدر

جناب سید نورالحسن صاحب

ادا وغا کی ہر انداز دوستانہ ہوا　　پدر کی موت ہوئی منقلب زمانہ ہوا
یہ حسرتوں کی امنگوں کی ہائے پامالی　　شفیق جو تھا وہی چھوڑ کر روانہ ہوا
جہاں میں اپنے پنپنے کی اب تمنا کیا　　امید کیسی جو کشتی کا ناخدا نہ ہوا
جدھر نگاہ اٹھی اک پہاڑ حائل ہے　　نہ جانے کیا ہوئے ہم اور کیا زمانہ ہوا
نہ تھا جو واقفِ لفظِ غم و الم افسوس　　وہ دل مصائب و آلام کا نشانہ ہوا

دلوں کا ہاتھ میں لینا ہے اور دل ہے اور
جو باپ ہی نہیں پھر کیا اگر زمانہ ہوا

جائے ولادت کج گاؤں

مرثیہ والدۂ مرحومہ بتول بی بی

حق کی رحمت کا جو سایہ ہے وہ رحمت کیا ہے　　فیض رب کا جو مرقع ہے وہ شفقت کیا ہے
کھو کے جو پھر نہیں مل پاتی وہ دولت کیا ہے　　مامتا کہتے ہیں جس کو وہ محبت کیا ہے

بہر نقاش ازل صفحۂ تحریر جو ہے
نقش تصویر کا پس منظر تصویر جو ہے

مامتا حکمت ایثار کا محکم دستور　　بنت حوا کی نگاہوں میں وہ الہام کا نور
مامتا جس میں ہے لطف و کرم رب کا ظہور　　بے زبانی کی بھی گفتار سمجھنے کا شعور

نطق بے لفظ کی جو بات سمجھ لیتی ہے
بات کیا دل کے خیالات سمجھ لیتی ہے

www.emarsiya.com

کارِ تخلیق میں تخلیق کی حکمت میں دخیل — خالق و خلق کے رشتے کی لطافت میں دخیل
رنگِ بیزی و قلمکاریٔ قدرت میں دخیل — نقشِ سیرت میں نہاں نقشۂ صورت میں دخیل
رنگ دیتی ہے وہی پھول کو بو دیتی ہے
بے شعوری کو جو تہذیب نمو دیتی ہے

ماں حد دید میں ہے منظر قدرت جیسے — فیض معبود کی بے تھاہ لطافت جیسے
ماں علامات الٰہی کی علامت جیسے — حق کی آیات میں ہے بولتی آیت جیسے
جس کا احسان لئے وقت کے رہبر آئے
گود میں جس کی امام آئے پیمبرؐ آئے

نسل آدم کے تحفظ کی وہ پہلی منزل — اس کے پہلو میں دھڑکتا ہوا ربانی دل
ڈال کر خود کو جو مشکل میں کرے حل مشکل — اس کی شرکت سے ہے شہکار مصور کامل
حق کے ہمراہ بصد زیب بصد زین رہی
خالق و خلقت عیسیٰؑ کے جو مابین رہی

خالق و قادر و رزاق کی قدرت کا محل — پۓ اولاد جو ہے باپ سے قدرے افضل
طلب آب کریں دونوں تو ماں ہے اول — کوئی جز ماں نہیں معذوریٔ طفلی کا بدل
مامتا حکمت تعمیر بھی تعمیر بھی ہے
مامتا خواب محبت بھی ہے تعبیر بھی ہے

سانس لیتی ہوئی مخلوق کی پہلی منزل — کشتیٔ زندگیٔ نو کا وہ پہلا ساحل
فضل رب شیر و شکر ہو کے ہے جس میں شامل — طفل کے واسطے کیا کہئے ہے کیا ماں کا دل
ماں کا اخلاص دعا ردِّ بلا ہوتا ہے
ماں کا دل منزلِ الہام خدا ہوتا ہے

اس کی آغوش محبت جسے بس کہئے جناں — اس کا احسان ہے اللہ کی رحمت کا نشاں
جادۂ ربط میں کوئی بھی نہیں ماں ہے جہاں — دیں کی منزل میں ہے بات اس کی خدا کا فرماں
حرز جاں کہتے ہیں تعویز اماں کہتے ہیں
ہاں یہ وہ ذات گرامی جسے ماں کہتے ہیں

www.emarsiya.com

خون مادر سے ہے روئیدگیٔ قلب و دماغ — دودھ سے اس کے لہکتا ہے سدا جسم کا باغ
اس کے فیضان سے روشن نگہ و دل کے چراغ — رہبری اس کی ہے وجدان و تفکر کا سراغ
جس کی میزان میں توفیق بیاں ملتی ہے
ماں ہی کی گود میں پہلی وہ زباں کھلتی ہے

جاگ کر کاٹتی ہے رات کہ سوئے بچہ — ہو کے خوش سہتی ہے ہر دکھ کہ نہ روئے بچہ
تر بہ تر خود ہے نہ اپنے کو بھگوئے بچہ — مضطرب رہتی ہے بے چین نہ ہوئے بچہ
جام اخلاص میں سینے کا لہو گھول کے جو
رزق پہنچاتی ہے بے ناپ کے بے تول کے جو

جو دعا کرتی ہے دن رات مرا لال بڑھے — شوکت و شان بڑھے عزت و اجلال بڑھے
منصب و جاہ بڑھے دولت و اقبال بڑھے — فخر ماں باپ کا ہو علم بڑھے مال بڑھے
ماں ہے جو اپنے سے بیٹے کو بڑھا چاہتی ہے
حد جو شوہر کی ہے اس حد سے سوا چاہتی ہے

دین و دنیا کی لطافت نہ اسے مل پائی — لذتوں میں جو ہے لذت نہ اسے مل پائی
جو اسی حد میں ہے جنت نہ اسے مل پائی — یعنی خود اپنی حقیقت نہ اسے مل پائی
راز جاں کہہ نہ سکا گو لب اظہار ملا
اف وہ محروم کہ ماں کا نہ جسے پیار ملا

زد میں صرصر کے نظر آتی ہے تعمیر چمن — ہوش بڑھتا ہے تو بڑھ جاتی ہے کچھ اور گھٹن
معتدل حال میں رہتا ہے نہ تن اور نہ من — مرثیہ وقت کا بن جاتا ہے بھولا بچپن
جذبِ دل کچھ بھی نہیں جوشِ وفا کچھ بھی نہیں
ماں نہ ہو ساتھ تو جینے کا مزا کچھ بھی نہیں

مامتا جذبِ نہاں جس کا ہر اظہار میں ہے — لب خاموش میں ہے دفترِ گفتار میں ہے
مامتا ہی کی پھبن عزم میں ہے کار میں ہے — دل میں ہے دل کے دھڑکتے ہوئے ہر تار میں ہے
لب کو تقریر نگاہوں کو ضیا دیتی ہے
مامتا روح کے جوہر کو جلا دیتی ہے

دیکھئے مصحفِ حق فکر منور کے لئے　　ایک دستور جو ہے راہی و رہبر کے لئے
وہ ادب جو کہ ہے مخصوص پیمبرؐ کے لئے　　حق نے لازم وہ کئے خدمتِ مادر کے لئے
ضبط کی حد سے جو بڑھ جائے وہ انداز نہ ہو
ماں کی آواز سے اونچی کبھی آواز نہ ہو

بدگمانی کا تصور میں سمانا ہے خطا　　ماں کی جانب نگہ تیز اٹھانا ہے خطا
ماں کی آواز سے آواز بڑھانا ہے خطا　　اف بھی مادر کے لئے ہونٹوں پہ لانا ہے خطا
صرف نیکی نہیں یہ امرِ خدا واجب ہے
مرضئ حق کی طرح ماں کی رضا واجب ہے

دیکھئے دین کی تاریخ کے اوراقِ جلی　　فرض دیں ماں کی اطاعت ہے وہ کافر ہی سہی
ہو کمی اس میں تو ہے جذبۂ ایماں میں کمی　　ماں کی خدمت ہے پیمبرؐ کی زیارت سے بڑھی
بوئے رحماں اسے شاہِ مدنی کہتے ہیں
ماں کی خدمت کو اویس قرنی کہتے ہیں

سامنے ماں کی جدائی کا جو منظر آیا　　ہر نفس بن کے دلِ زار پہ خنجر آیا
فکر لرزاں ہوئی احساس کو چکر آیا　　لب ساکت لئے فریاد کا دفتر آیا
قسمتیں بچوں کی کیا کیا نہ سنواریں اماں
آج یوں چھوڑ کے ہم سب کو سدھاریں اماں

دل کی اب لے جو خبر کوئی نہیں کوئی نہیں　　مرہمِ زخمِ نظر کوئی نہیں کوئی نہیں
اب اٹھے آنکھ کدھر کوئی نہیں کوئی نہیں　　چارۂ دردِ جگر کوئی نہیں کوئی نہیں
فطرتِ فکر و یقیں صید گماں ہے اماں
کتنی سنسان فضائے دل و جاں ہے اماں

آپ کا عہد شرف دورِ حشم ذہن میں ہے　　آپ کا سلسلۂ فیض کرم ذہن میں ہے
آپ کے لطف و عنایت کا بھرم ذہن میں ہے　　حق روی آپ کی وہ حق کی قسم ذہن میں ہے
درد کا کس کے ہوئیں آپ نہ درماں اماں
کون ہے جس پہ نہیں آپ کا احساں اماں

www.emarsiya.com

گفتگو آپ کی بیمار کو پیغامِ شفا　　اہلِ حاجت کے لئے آپ کا در بابِ عطا
آج کا دور جب اقدار نے کھایا پلٹا　　میں بیاں کس سے کروں آپ کی تاریخ بقا
شر یہاں خیر کو اب نیک کو بد کہتے ہیں
اب تو غیرت کی خموشی کو حسد کہتے ہیں

ہم چمن والے ہی معیارِ چمن بھول گئے　　ذکر میں فکر میں تہذیبِ سخن بھول گئے
سازِ غم بھول گئے سوزِ محن بھول گئے　　کتنا جلد آپ کو ابنائے وطن بھول گئے
خودستائی کے بنائے سے کچھ افسانے ہیں
چند پرچھائیوں کے نام پہ دیوانے ہیں

پستئ سیرت و کردار کا دور آیا ہے　　حق سے محرومئ حقدار کا دور آیا ہے
زعم کا کبر کا پندار کا دور آیا ہے　　آج احسان سے انکار کا دور آیا ہے
احتساب اپنا ہے ذکر آپ کا یکسر اماں
دل پہ ہر لفظ بنا جاتا ہے نشتر اماں

آپ کے ساتھ میں اپنے بھی پرائے بھی رہے　　دامنِ لطف میں بیمار بھی اچھے بھی رہے
صرف زندہ ہی نہیں سامنے مردے بھی رہے　　آپ کی گود میں بیٹے بھی بھتیجے بھی رہے
غیریت آپ کے برتاؤ کو الجھا نہ سکی
بات تفریق کی احساس میں بھی آ نہ سکی

حال کچھ بوڑھیوں کا کیسے بھلائے گا کوئی　　کس طرح غیر کو یوں اپنا بتائے گا کوئی
یوں مدد کے لئے مجبوروں کی آئے گا کوئی　　خونِ دل اپنا محبت سے پلائے گا کوئی
ہو بیاں کیسے کہ تھی کیا حدِ خدمت اماں
میری نظروں میں ہے کچھ لوگوں کی تربت اماں

دین کا جاگتا دستور رہا آپ کا خیر　　شاملِ قسمت معذور رہا آپ کا خیر
فرض بن کر بڑے مجبور رہا آپ کا خیر　　خودستائی سے بہت دور رہا آپ کا خیر
پیچ آیا نہ کوئی بیچ میں تاویل آئی
آپ کے لب پہ نہ احسان کی تفصیل آئی

کس قدر آپ کو تھا اہلِ قرابت کا خیال — ان کی غیرت پہ نظر ان کی شرافت کا خیال
دل کو تھا کتنا یتیموں کی مصیبت کا خیال — ان کے جذبات کا حاجت کا ضرورت کا خیال
کس کو آواز دیں اب کس کو پکاریں اماں
یاد ہیں مجھ کو بھرے گھر کی بہاریں اماں

اول وقت نمازوں کا ادا فرمانا — ساتھ تہذیب طہارت لئے پانی کھانا
شکرِ معبود میں ہر فضل پہ سر جھک جانا — تھا نیا زیست کا اک موڑ محرم آنا
شغل تھا شام و سحر روح کی بیداری کا
کیا شغف آپ کو تھا شہ کی عزاداری کا

ہو ادا اجر نبیؐ آپ کو دھن تھی اماں — کبھی محفل تو کبھی مجلسِ شہ کا ساماں
کبھی اشعار قصیدے کے کبھی مرثیہ خواں — بند کے بند مراثی کے رہے نوکِ زباں
حافظہ آپ کا وہ کیسے بھلائیں اماں
یاد تھیں آپ کو کتنی ہی دعائیں اماں

مجھ کو آفات کے پھندے سے چھڑایا جس نے — مجھ کو گردابِ مصیبت سے بچایا جس نے
جادۂ اوجِ حسن کو ہے دکھایا جس نے — میرے زوّار کے رتبے کو بڑھایا جس نے
روئیں روئیں کی مرے آج صدا ہے اماں
وہ فقط آپ کی خاموش دعا ہے اماں

بر سر عام وہ مخصوص عنایت کی ادا — جب پکارا مرے بچوں نے کہا آپ نے کیا
سب نے جو کچھ بھی کہا اس کو بصد لطف سنا — آخری وقت بھی یہ حسنِ کرم آپ کا تھا
دل پہ حسرت کے جو ہیں داغ مٹائے کیونکر
فاطمہ آپ کی باتوں کو بھلائے کیونکر

وہ کرم آپ کا جب سانس کا لینا تھا محال — آپ کو ایسے میں بھی کتنا تھا خادم کا خیال
بھولوں کس طرح میں وہ آپ کا بیٹی سے سوال — کس طرح مجھ کو کھلاتی ہو یہ سب کس کا ہے مال
تابِ گفتار کی جب تھے لب گویا مجبور
میں نہیں کھاؤں گی یہ ہے مرا بیٹا مجبور

www.emarsiya.com

مجھ کو روزے کا وہ دن یاد ہے اب تک اماں — سختی وقت کا جس دن تھا نرالا ساماں
آپ کے دل پہ نہ جانے ہوا کیونکر یہ عیاں — پیار سے مجھ کو صدا دی کہ ذرا آؤ یہاں
پاس جو روپیہ تھا دے دیا سارا مجھ کو
رو دیا میں تو بڑے پیار سے ڈانٹا مجھ کو

یاد ہے نزع کے ہنگام وہ سعیِ گفتار — کہہ کے بھیا مجھے کچھ کہنے کی کوشش کئی بار
روح پر اس کا تصور بھی ہے غم کی تلوار — میں بھلا پاؤں گا اماں نہ وہ منظر زنہار
کربِ سوزاں کی دہکتی ہوئی اک قاش ہے آج
دل ہے پہلو میں کہ محرومیوں کی لاش ہے آج

کچھ فقط میں ہی نہیں سب پہ یہی لطف رہا — چاروں بیٹوں پہ رہا ایک کرم کا نقشہ
سب کی آواز پہ بس کان لگا رہتا تھا — نام لے لے کے سوالات کہ کس کی ہے صدا
کون ہے جس کی دعا سب کیلئے درماں ہو
اب یہاں کون ہے جو سب کیلئے یکساں ہو

ایسی ماں جس کے لئے شیوۂ غفلت بھی تھے ہم — چور سا دل میں لئے وقف کدورت بھی تھے ہم
عذر گفتار میں عنوانِ بغاوت بھی تھے ہم — بات میں اس سے اک اندازِ کدورت بھی تھے ہم
دل پہ اب بوجھ گناہوں کا ہے بھاری اماں
کاش ہو جاتی زباں گنگ ہماری اماں

آپ کو کتنے غم و رنج دئے ہیں ہم نے — جامِ غفلت کے بصد ہوش پئے ہیں ہم نے
کام نشتر کے زبانوں سے لئے ہیں ہم نے — آپ کے حق پہ بڑے ظلم کئے ہیں ہم نے
دل میں طوفان ندامت کا ہے برپا اماں
آج ہر جرم کا احساس ہے جاگا اماں

آپ کے سامنے منھ زوریاں انا للہ — آپ کے باب میں کوتاہیاں انا للہ
آپ کی شان میں بے باکیاں انا للہ — آپ سے بات میں گستاخیاں انا للہ
کیا ہے اب شرم و حیا سے جو سر اپنے خم ہیں
آپ کے حق کی قسم غاصبِ حق بھی ہم ہیں

قلب پر داغ ہے اب اپنی ہی سیرت اماں   دل کو ملتی نہیں لذت میں بھی لذت اماں
کم نہیں ہوتی ندامت سے بھی کلفت اماں   آپ کی ہم نے نہیں کی کوئی خدمت اماں
جو گلے میں ہیں وہ پھندے نہیں کھلتے افسوس
اشکوں سے خون کے دھبے نہیں دھلتے افسوس

چشم پر نور ہوئی کور نہ ہم روک سکے   ناتوانی کا بڑھا زور نہ ہم روک سکے
درد سا بن گیا ہر پور نہ ہم روک سکے   آپ کے جسم پہ بڈسور نہ ہم روک سکے
دل کو چلتے ہوئے خنجر سے بچائیں کیسے
ناتواں جسم کے وہ زخم مٹائیں کیسے

چپ بھی رہنا نہیں ممکن ہے کچھ اس درجہ گھٹن   عیب کی بات پہ وہ فخر و تفاخر کے سخن
آپ کے واسطے یہ ذلت و خواری کے چلن   شرم و غیرت سے اب اٹھتی نہیں اماں گردن
مجھ کو ملتے نہیں الفاظ دہائی کے لئے
الاماں اک نجس العین صفائی کے لئے

آپ کے واسطے احباب میں چرچا بھی رہا   بحث میں طیش بھی تکرار بھی غصہ بھی رہا
کچھ نہ کچھ اپنے کمالوں کا قصیدہ بھی رہا   ذکرِ ماضی بھی رہا وعدۂ فردا بھی رہا
ایک سے ایک بہانہ ہے تراشا ہم نے
کس قدر خود کو بنایا ہے تماشا ہم نے

کل یہ تھی آج یہ دھن ہے کہ ادا سب ہوں رسوم   قابلِ دید ہے بس سوئم و چہلم کی یہ دھوم
جوش یہ ہے نہیں کچھ فکر جو ہوں خرچ رقوم   اور جب آپ تھیں زندہ تو تھے ہم سب مظلوم
امر واجب کو ادا کرنے سے معذور تھے ہم
کھلی غفلت کی یہ تاویل کہ مجبور تھے ہم

واقعی ایسی ہی مجبوریٔ حالات تھی کیا   سحر و شام فقط یورشِ آفات تھی کیا
بس ہمیشہ ہی غم و درد کی برسات تھی کیا   کیا کبھی دن نہ ہوا سامنے بس رات تھی کیا
اپنے کو اپنے ہی معیار پہ تولو لوگو
کیوں ہو خاموش ذرا منھ سے تو بولو لوگو

www.emarsiya.com

اب نہ معذوریٔ حالات نہ دولت کی کمی   نہ وسائل کی کمی اور نہ حکمت کی کمی
حوصلہ کی ہے کمی اور نہ ہمت کی کمی   آپ کے بعد نہیں آپ سے الفت کی کمی
فرض جو بات تھی وہ تو نہ بجا لائے ہم
آج اغیار کے طعنوں سے ہیں گھبرائے ہم

آج اس بات کی ہے فکر کہ دنیا نہ ہنسے   کوئی اپنا نہ ہنسے کوئی پرایا نہ ہنسے
رسم ہر اک ہو ادا پھر یہ زمانہ نہ ہنسے   کر کے ماضی کی طرف تلخ اشارہ نہ ہنسے
یہ رواجوں کی یہ رسموں کی بھڑک یاد رہے
موت کے بعد کی یہ دھوم دھڑک یاد رہے

ذکر کس رخ پہ ہے یہ حضرت انور ہشیار   مرثیہ ماں کا لکھو کیسی یہ بہکی رفتار
تم نہ ناصح نہ محاسب کہ رہے یوں گفتار   اور پھر وقت گزر جانے پہ کیسی تکرار
وقت کے لب پہ ہے آواز خبر لو اپنی
ہے در توبہ ابھی باز خبر لو اپنی

آپ کے دودھ کی بہتی ہوئی دھاروں کی قسم   اپنی کوتاہیوں پر اٹھتی ہیں نظریں ہر دم
حق جو تھا آپ کا اماں نہ ادا کر سکے ہم   یوں جواب کرتا ہوں تفصیل خطاؤں کی رقم
کوئی تسکین کا عنواں دل رسوا کے لئے
اعتراف اپنی خطاؤں کا ہے توبہ کے لئے

ہم خطا کاروں کی تقریر بجل ہو اماں   ہم بد اطواروں کی تحریر بجل ہو اماں
وقت کے ماروں کی تدبیر بجل ہو اماں   ہم گنہگاروں کی تقصیر بجل ہو اماں
دل بیتاب کو توفیقِ یقیں بخشیں گی
حق نہ بخشے گا اگر آپ نہیں بخشیں گی

ہیں خطا کار مگر آپ ہی کے ہیں اماں   ہیں بد اطوار مگر آپ ہی کے ہیں اماں
ہیں غلط کار مگر آپ ہی کے ہیں اماں   ہیں گنہگار مگر آپ ہی کے ہیں اماں
بوجھ سینے پہ گناہوں کا ہے بھاری اماں
لاج رکھئے گا سر حشر ہماری اماں

آپ کو عترتِ اطہار کا صدقہ اماں   ارم و خلد کے سردار کا صدقہ اماں
شیرِ حق حیدرِ کرار کا صدقہ اماں   آپ کو احمدؐ مختار کا صدقہ اماں
اپنے دامانِ محبت میں چھپا لیں ہم کو
گھات میں عدلِ الٰہی ہے بچا لیں ہم کو

زار ہے سینے میں دل روح ہے نبضوں میں نزار   قلب پر اپنی ہی کوتاہیوں کا طرفہ ہے بار
نہ بحل آپ کریں گی تو ہے بس دروں کی مار   لے کے نام آپ کا ہوگی مری محشر میں پکار
نگہ لطف و کرم بہرِ خدا رکھئے گا
لاج کچھ نام کی اپنے بھی ذرا رکھئے گا

دل میں برپا ہے قیامت سی قیامت اماں   نہ ملا آپ کا گر سایۂ رحمت اماں
حشر میں ہوگی نہ کیا کیا مری درگت اماں   آپ کے پاؤں تلے ہے مری جنت اماں
آخرت میں نہ کہیں شومیِ مقسوم رہے
اپنی جنت سے یہ محروم نہ محروم رہے

دل بیتاب کو تسکین کے ساماں دیجے   اپنے محروموں کو کچھ ہوشِ دل و جاں دیجے
شومیِ بخت کو تنویر کے عنواں دیجے   کھائے جاتا جو ہے اس درد کے درماں دیجے
اعتراف اپنی خطاؤں کا ہے یکسر اماں
پائینتی آپ کی تربت کے ہے سرخم اماں

آپ کی قبر کے نزدیک دعا میری قبول   حق کے فیضان کا ہے آپ کے صدقے میں نزول
حدا حصا میں نہیں آپ کے احسان کا طول   کچھ تو ہے آپ کا جو اسم مبارک ہے بتولؑ
ذکر اس کا نہیں مختار کہ مجبور ہوں میں
آج دنیا کے علائق سے بہت دور ہوں میں

پھر گیا ساری خطاؤں پہ جو توبہ کا قلم   جیسے سب نامۂ اعمال ہوا پھر سے رقم
زحمتوں میں بھی رہا حق کا کرم صرف کرم   عمر کا طول بنا زخم گنہ کا مرہم
فرض توبہ کا ادا کرنے کی فرصت پائی
حق کی سرکار سے توفیق عنایت پائی

www.emarsiya.com

اے مری قبلۂ دیں کعبۂ ایماں رخصت   اے مری نطق شرف قاریٔ قرآں رخصت
اے مری روشنیٔ دیدۂ عرفاں رخصت   میری معمارِ عماراتِ دل و جاں رخصت
میری ہر فکر میں فیض آپ کا رخشاں اماں
میرے ہر لفظ پہ ہے آپ کا احساں اماں

دل میں ہے آپ کے احکام کی روشن تنویر   ہے رضا آپ کی میرے لئے پتھر کی لکیر
آپ کے بعد ہے دل گرچہ الم کی نخچیر   ہے مگر لب پہ مرے ذکر جناب شبیرؑ
آپ کے غم میں جو بیتاب بہت ہوتا ہوں
ذکر مظلومیٔ شہ کرتا ہوں اور روتا ہوں

آپ کے جب کفن و گور کا چھڑتا ہے بیاں   کربلا سامنے ہو جاتی ہے نظروں کے عیاں
دل ہے سینے میں تپاں روح ہے قالب میں تپاں   قلب سے اہلِ مودت کے اٹھے کیوں نہ دھواں
ارم و خلد کے سردار کو تربت نہ ملی
الاماں سید ابرار کو تربت نہ ملی

دل سجادؑ سے پوچھے کوئی یہ شدتِ غم   صبر کے ہوش اڑے ضبط کے تھرائے قدم
رنگ چہرے پہ وہ تھا ایسی تھیں آنکھیں پرنم   جیسے بس ہے جسد و روح کا رشتہ برہم
ٹوکا زینبؑ نے تو کس کربِ فغاں سے بولے
لب گویا نہیں کھنچتے دلِ جاں سے بولے

پھوپھی اماں میں کن آنکھوں سے یہ آفت دیکھوں   کیسے زندہ رہوں کیونکر میں مصیبت دیکھوں
کون سے دل سے یہ پامالیٔ غیرت دیکھوں   حشر سے پہلے قیامت سی قیامت دیکھوں
سانس چلتا ہوا خنجر نظر آتی ہے مجھے
زندگی موت سے بدتر نظر آتی ہے مجھے

یوں بھی طوفان میں گھیریں گے بلا کے گرداب   یوں بھی کیا لے گا غم و دردِ دل و جاں کا حساب
آگ ہے دل میں لگی غم سے کلیجہ ہے کباب   حشر میں پوچھیں گی زہراؑ تو میں کیا دوں گا جواب
ایسے بے حالی میں منہ باپ سے موڑا عابدؑ
تم نے بے دفن مرے لال کو چھوڑا عابدؑ

دل میں کیا کیا ہیں الم روح پہ کیا کیا ہے تعب
غضب وقہر نے دیکھے نہیں یہ قہر وغضب
ایسی بیداد پہ بیداد ہے خود داد طلب
یہ مصائب تو بزرگوں نے بھی دیکھے نہیں سب
ظلم کیسے پھوپھی اماں ہوئے کیسے نہ ہوئے
حق مگر یہ ہے کسی پر ستم ایسے نہ ہوئے

جد نے یہ سچ ہے کہ حمزہؓ کا کلیجہ دیکھا
رو کے حیدرؑ نے سوئے پہلوئے زہراؑ دیکھا
مجتبیٰؑ نے سرِ حیدرؑ کو دوپارہ دیکھا
شہ نے پیکانوں میں شبرؑ کا جنازہ دیکھا
دیکھیں انصاف سے یہ حال پھوپھی آپ مرا
دفن وہ سب ہوئے بے دفن ہے بس باپ مرا

صرف بے دفن نہیں پائے یہ عریانی تن
قتل کے بعد بھی یہ ظلم و شقاوت کا چلن
دھوپ کی زد میں اور اس طرح محمدؐ کا چمن
پھوپھی اماں میں کہوں کس سے جو ہے دل میں گھٹن
سیکڑوں زخم لئے خوں میں نہایا لاشہ
الاماں گھوڑوں کی ٹاپوں سے یہ روندا لاشہ

مجھ کو معلوم نہیں کب یہ سعادت ہو نصیب
کب مجھے قید سے تشہیر سے فرصت ہو نصیب
ساتھ کب دے مرا تقدیر یہ خدمت ہو نصیب
وقت کب آئیگا کب پیاسوں کو تربت ہو نصیب
نام کیا دے کوئی اس آفت محرومی کو
قتل کے بعد کے اس ظلم کو مظلومی کو

بس قلم روک لے انورؔ کہ ہے یہ وقتِ دعا
عرض کر حق سے یہ اخلاص کہ اے ربِّ علیٰ
بخش دے ماں کو مری بہر بتولِ عذراؑ
میرے ستار رہے حشر میں ان کا پردا
جام کوثر کا ملے اشک فشانی کے عوض
بیت جنت میں ملے مرثیہ خوانی کے عوض

۱۰؍ مارچ ۱۹۸۱ء

www.emarsiya.com

ہمشیرہ مرحومہ کی یاد میں

(ماجدہ بی بی مرحومہ بنت سید نور الحسن صاحب مغفور جن کا انتقال ان کی بارات کی آمد کی تاریخ سے ایک دن قبل ہوا)

رنج وغم سے ہے بنا فطرتِ انساں کا خمیر
رنج وغم سے ہوا بیدار محبت کا ضمیر
رنج وغم سے ہوئی انسان کی ہستی تعمیر
رنج وغم ہی نے ہے ادراک کو بخشی تنویر
سوزِ پنہاں ہے جسے لوگ خوشی کہتے ہیں
اشک ریزیٔ تبسم کو ہنسی کہتے ہیں

رنج و آلام وغم و درد و مصائب افکار
چمن زیست کی در پردہ انہیں سے ہے بہار
کس طرح ہم نے کیا خلق میں ان کا اظہار
امتحاں کا ہے اسی بات پہ بس دار و مدار
رو رو کر عمر دو روزہ کو گذارا ہم نے
یا کیا ہنس کے تکالیف گوارا ہم نے

دل اگر درد سے بیتاب ہو فطرت یہ ہے
پیاس میں جستجوئے آب ہو فطرت یہ ہے
رات آلام کی بے خواب ہو فطرت یہ ہے
آنکھ مظلوم کی پر آب ہو فطرت یہ ہے
مانع صبر نہیں اشک فشانی ہرگز
آنسوؤں کی نہیں رک سکتی روانی ہرگز

عیب ہے گر نہ رہیں ہوش مصیبت میں بجا
کفر ہے غم میں اگر شکوہ مشیت کا کیا
لاکھ مشکل پڑے لیکن رہے راضی بہ رضا
اشک آنکھوں سے بہیں لب پہ رہے شکر خدا
رنج میں قادر مطلق کو بھلانا ہے جرم
صبر کی حد سے قدم آگے بڑھانا ہے جرم

سب سمجھتا ہوں مگر اف یہ مصیبت ہے نئی
جس کی زد پر متزلزل ہے یہ حکمت ساری
مرنے والی بخدا موت قیامت تھی تری
تجھ سے کیا جانئے کیسی یہ اجل کو کد تھی
موت کا تھا کہ تری شادی کا سامان بہن
تو دلہن بھی نہ بنی ہائے پر ارمان بہن